بے واسطہ نظارۂ شانِ جمال کر
یہ بھی ہے اک خطا کہ نظر درمیاں رہے

آبگینۂ آنند

حصۂ چہارم

حقیقت

(ہندی اور اسلامی تصوّف پر بسیط نظر)

مصنّفہ و مؤلفہ

بابا گلاب چند آنند المعروف بہ شاہ آنند بنارسی

ممبری جے نارائن ست سنگ منڈلی

سی ۱۲/۱۳ حسین پورہ جیت گنج شہر بنارس

بپاسِ خاطر عزیزم شیخ عبد اللہ قریشی کانپوری

[illegible] ہنمائی رہروانِ راہِ حقیقت اجازت طبع فرمودہ شد

[illegible] ب مجھو ر ہی پارٹ بنارس

श्री गुरु सदा सहाय — بعونہٖ پیر مرشد اللہ

حقیقت یا گیان اوستھا

گم شدم در وے۔ ندانم تا کیم من چیستم
آدمی نامم ولیکن۔ آدمی را احتمال چیست

قائم قلبم۔ جانم۔ جان گویا چیستم
معنی اصل محمد۔ اسم مسمیٰ چیستم

قطرہ در دریا۔ و۔ دریا
... ستم

علم حقیقت کا حصول ... حالت کیف
میں بذریعہ قوت اشراقیہ ... صدہا بلکہ
ہزارہا عابدوں۔ زاہدوں
ہر گاہ دخرے
عرفان گوہر۔ گہر
اس منزل اعلیٰ یا صدرا ... باب ہائے
ماسبق میں ہو چکا ہے۔ جب ... یں قدم رکھنے

کا مستحق ہوتا ہے۔ چونکہ آجکل کے لوگ پوری شرعی زندگی نہیں بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے طریقت کا دروازہ بند ہے۔ خواہ مخواہ کو شرعی کہلانے اور بحث مباحثہ کرنے اور غیروں کو اپنے مقابل ہیچ سمجھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ عملاً و فعلاً زندگی شرعی نہ بنجائے۔ یہ وہ منزل ہے کہ جسکا جو کا کہیں کا نہیں رہجاتا۔ اس درجہ میں جو کامیاب ہوا وہ شریعت سے طریقت اور طریقت سے معرفت اور معرفت سے حقیقت تک بہ آسانی پہنچ سکتا ہے۔

حقیقت کیا ہے؟ اسکا جواب بہت ہی لمبا چوڑا ہے۔ میری رائے ناقص میں جس نے اوّل اوّل بحکم و بہ امداد پیر مرشد بذریعہ مجاہدات یا سیر وجود شغل اشغال۔ ذکر و فکر وغیرہ اپنی ہستی کو۔ جو کل کا محض جزو ہے۔ جان لیا۔ وہ جزویت سے گزر کر کلیت سے موصل ہو سکتا ہے کیونکہ —

این نسخۂ نامِ الٰہی کہ توئی — وے آئینۂ جمالِ شاہی کہ توئی
بیرون زتو نیست ہرچہ درعالم ہست — درخود بہ طلب ہرآنچہ خواہی کہ توئی

اور جب کلیّت میں اپنی جزویت کو حلول کردیا تو معرفت کی منزلِ آخر پہ پہنچ گیا۔ اور جب اُس نے بطون میں کلُ کا مشاہدہ کرلیا بس حقیقت آشنا ہوگیا۔

ہماری جزویت کیا ہے؟ قدرت نے حالتِ الطف (کارن) سے لطیف (سوکشم) اور لطیف سے کثیف (استھول) میں ہوکر خلوت سے جلوت کے جانب نزول کیا ہے اور رنگارنگ کی اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ جنمیں سے ایک انسانی ہستی بھی ہے۔

انانیت (اہنکار) مبداء عالم ہے۔ اس کے تحت پانچ عناصر (تتو) پانچ خواص عنصری۔ پانچ حواس علمی (گیان اندری)۔ پانچ قوتِ افعالی (کرم اندری) پانچ انفاس (پران) یہ چبیس[۲۵] خواص ہیں۔ عناصر میں ہندی خلا کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس لئے وہ پچیس[۲۵] پر کرتیان (خواص) مانتے ہیں ہمیں اس اختلاف سے سروکار نہیں ہے:۔

نقشہ ذیل سے انکی صاف صاف وضاحت ہوجائیگی۔

نمبر	عناصر	خواصِ عناصر	حواس	قوائے افعالی
(۱)	خلا (آکاش)	آواز کلمہ (شبد)	کان	ہاتھ
(۲)	ہوا (وایو)	لمس (سپرش)	پوست چمڑا	پاؤں
(۳)	آگ (اگنی)	شہود (روپ)	آنکھ	منہ
(۴)	پانی (جل)	ذائقہ (رس)	زبان	مقام بول (لنگ)
(۵)	خاک (پرتھوی)	بو (گندھ)	ناک	مقام براز (گدا)

مندرجہ بالا خواص و قواء عالم میں بصورت کلُ اور ہر انسان میں بصورت جزو قائم ہیں۔ انھیں کے امتزاج اور استمال سے سارے اشکال جلوت میں آکر پھر وقت مقررہ پہ اصلی خزانہ میں واپس جاتے ہیں۔ چنانچہ جزویت کے علم سے واقفیت حاصل کرتا ہوا عارف جب اپنے بطون میں علمِ کلیت

کا مشاہدہ کر کے اپنی جزویت (خودی) کو تسلیم کلیت میں مبدل کر دیتا ہے بس حقیقت آشنا ہو جاتا ہے۔ اور درجۂ حق الیقین (وگیان اوستھا) کو حاصل کر کے سرور ابدی کے لذت سے بہرہ ور ہوتا ہے جب کبھی حالتِ جذب میں ہوتا ہے تو کہہ اُٹھتا ہے کہ ؎

جملہ معشوق ست۔ عاشق پردۂ
زندہ معشوق ست۔ عاشق مردۂ

جسطرح ہوا خلا میں حرکت کرتی ہے اور خلا سے تعلق نہیں رکھتی۔ جسطرح شبنم پھول پتوں، سبزہ وغیرہ پہ گرکر رات بھر رہتی ہے اور طلوعِ آفتاب کے ساتھ عالمِ بالا کو چلی جاتی ہے۔ جسطرح مرغابی پانی پر رہتا ہے اور پَر کو تر نہیں ہونے دیتا جسطرح کمل کا پھول پانی میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہمیشہ پانی کے اُوپر ہی رہتا ہے جسطرح ڈوئی، کفچی (Spoon) یا چمچہ کھانے کے برتنوں کے اندر کی چیزوں کو اُلٹتا پلٹتا ہے مگر ذائقہ سے سروکار نہیں رہتا۔ اسیطرح حقیقت آشنا کامل دُنیا میں رہتا ہوا بھی دُنیا سے ملوث نہیں ہوتا ہے۔ بقول ؎

ہم اُس در پہ دھونی رمائے ہوئے ہیں ۔۔۔ ملائک جہاں سر جھکائے ہوئے ہیں
درِ پیر۔ اُس در کو۔ کہتے ہیں فقرا ۔۔۔ کوئی کوئی۔ رمز اُسکا۔ پائے ہوئے ہیں
اُنھیں کو۔ میسّر ہے۔ واں تک رسائی ۔۔۔ خودی کو جو۔ خود سے۔ گنوائے ہوئے ہیں
نہ وسعت کی خواہش، نہ قلت کا ہے غش ۔۔۔ جو آئے ہیں۔ اپنے سمائے ہوئے ہیں
جو ہیں بحرِ دُنیا میں۔ مرغابی آسا ۔۔۔ پھرتے ہیں۔ پَر۔ پَر بچائے ہوئے ہیں
جو شبنم سے آتے و جاتے ہیں لیکن ۔۔۔ چمن سے نہیں دل۔ لگائے ہوئے ہیں
بتائیں ہم آنند۔ اُس در کا کس کو ۔۔۔ وہ جائیں گے۔ جو۔ دیکھ آئے ہوئے ہیں

(تجلیاتِ آنند)

عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سمائی ہے اور جب وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تب عارف بیساختہ کہہ اُٹھتا ہے کہ ؎

دو عالم چیست؟ نقشِ صورتِ دوست ۔۔۔ چہ جائے نقشِ صورت؟ بلکہ خود اوست
بصد آئینہ یک روئے مقابل ۔۔۔ اگرچہ صد نماید، لیک یک اوست

مگر حق الیقین کی کیفیت میں کثرت ہی میں وحدت موجود نظر آتی ہے۔ جیسے چمک (مقناطیس)

لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ دونوں میں کونسا اندرونی تعلق ہے۔ اسیطرح کثرت میں وحدت سمائی ہوئی عارف کو نظر آتی ہے۔ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ ہاں جب کبھی موج میں آجاتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ ؎

میں ہی گل میں - گل کے رنگ و بو میں اور خاروں میں ہوں
دشت میں بھی - میں ہی ہوں - اور میں ہی گلزاروں میں ہوں
میں ہی دریا میں ہوں - دریا کی روانی میں بھی میں
میں ہی ریگستان - صحرا - اور کہساروں میں ہوں
میں زمین و آسمان میں - میں ہی اِن کے وسط میں
میں ہی سورج - چاند میں ہوں - میں ہی کل تاروں میں ہوں
کعبہ و بتخانہ - اور میخانہ میں ہے میرا ظہور
زاہد و مینا و مُل میں - میں ہی میخواروں میں ہوں ...!
میں ہی ترگن[1] روپ برہما[2] - وشنو[3] اور شیو جی[4] میں ہوں
میں ہی دیوی - دیوتا میں - میں ہی اوتاروں میں ہوں
میں ہی نرگن[5] - میں ہی سرگن[6] - میں ہی دویت[7] ادویت[8] میں
شرک میں مشرک کے میں - منکر کے انکاروں میں ہوں
رم رہا ہوں الغرض آنند - میں ہی ہر جگہ
ست گوروؤں[9] میں - اور اُنکے کفش برداروں میں ہوں (تجلیات آنند)

[1] تثلیث [2] خالق [3] پروردگار [4] قضا و قدر [5] لاصفت [6] باصفت [7] شرک [8] وحدت [9] پیر و مرشد

روح تمام اجسام میں عالم - علم اور معلوم کی صورت میں اُسیطرح موجود ہے جیسطرح مختلف رنگ کے گایوں میں دودھ ایک ہی رنگ کا رہتا ہے۔ قوت ممیزہ - حافظہ اور سہو کے ذریعہ صفات سہ گانہ عطا کر اِنھیں نمود میں لاتی ہے۔

۱- نمایاں ذرہ ذرہ میں جو ہو خود جلوہ گر ہو کر — عجب ہے ڈھونڈھتے ہو اُسکو تم اہل نظر ہو کر!
۲- زمین و آسمان میں اسطرح وہ جلوہ افگن ہے — یہاں شام و سحر ہو کر یہاں شمس و قمر ہو کر
۳- ثریا - کہکشاں - قوس قزح بنکر وہاں چمکا — یہاں ہے وہ نمایاں صورت شجر و ثمر ہو کر

۴۔ کہیں عاشق بنا شور و فغاں اور نالے کرتا ہے — کہیں آہوں میں چھپکر کام کرتا ہے اثر ہو کر
۵۔ کہیں معشوق بنکر لطف آہ و نالہ لیتا ہے — کہیں بجلی میں اُٹھ جاتا ہے خود درد جگر ہو کر
۶۔ کہیں بنکر کے زاہد گوشۂ مسجد میں رہتا ہے — کہیں میخانہ میں بن رند۔ لیٹا ہے خبر ہو کر

حمید ہر شئے میں وہ موجود ہے آنند کی صورت
وہ کل ہر جزو میں موجود ہے شیر و شکر ہو کر

عارف اس مبداءِ عالم یعنی رُوح کی حقیقت کو جانتا ہوا بطون میں مُلاحظہ کرتا ہے۔ اور ہستی حادث اور ہستی قدیم کو شامل شریک جانتا ہوا بلکہ پہچانتا ہوا ہی نہیں بلکہ اُس کا یقین کامل رکھتا ہوا ہستی بحت کو اپنی ہستی تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

او در دلِ من ست ۔ و دلِ من بدست اوست
چوں آئینہ بدست من و من در آئینہ

عارفانِ ماسبق نے اس لطیفہ کو مختلف طرایق پر حسب خیال و تجربہ ذاتی ظاہر کیا ہے۔ مگر تصوف محمدی میں اس کے جانب خاص اشارہ کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ جس طرح سام وید کا اسم اعظم "تتوسی" ہے اُسیطرح کلام مجید کا کلمہ شریف "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" بغور مُلاحظہ ہو۔ لفظ "لا" کا اشارہ بطون کے جانب ہے اور "الٰہ" کا بجانب ہستی بحت ہے جو لافانی ہے۔ جس نے کثیف صورت اختیار کی۔ اسی کے جانب "الا اللہ" اشارہ کرتا ہے۔ "محمد الرسول اللہ" اشارہ کرتا ہے نور نبوی کے جانب جس کے بدولت ساری دُنیا قائم ہے اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ پیدا کرتا جہان زمین اور آسمان کو۔ صوفی اس کے تائید میں کیا خوب کہتا ہے ؎

ٹیک :- مرا نبی خدا کا پیارا رے

نبی نہ ہوتے تو جگت نہ ہوتا	خود خدا نے صاف پکارا رے مرا نبی۔
نور نبی دے آدم کو رسر جا	سارا کیا پسارا رے ”۔۔
لا الٰہ تو کیا۔ الا اللہ	لیکے نبی کا سہارا رے ”۔۔
بھیج کلام شریف جگت میں	کتنے پاپی تارا رے ”۔۔

دیا۲ آکھن حلیف نبی نے — اُو تم بھاگ ہمارا رے (آہندسری) میرا نبی..

سری گوسائیں تلسی داس جی نے راماین میں لکھا ہے کہ ؎

اُلٹا نام جپت جگ جانا — والمیک بھئے برمھ سمانا

یعنی اسم اعظم کو والمیک نے اُلٹا ورد کر کے دُنیا کی ہستی کو جان لیا اور اس لئے برمھ یعنی قادر مطلق کے مانند ہو گئے یا آنکہ اوس کی ذات میں اپنی ذات حلول کر گئے۔
چونکہ ہستی حادث ہستی قدیم (پورش پُرانا) سے شہود میں آئی ہے اس لئے ہستی قدیم کے جانب واپس جانے میں اُلٹے چلنا پڑیگا۔ مثلاً دُنیاوی کام کرنے میں آنکھ۔ کان۔ اور زبان کو کھُلے رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر اودھر کے جانب رُخ کرنے میں انکو اُلٹا کرنا پڑتا ہے یعنی ان ہر سہ قوائے افعالی کو بند کر دینا پڑتا ہے۔ بقول ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

یا آنکہ ؎ (۱)
تین بند لگائے کر۔ منہ سے کچھ نہ بول
باہر کے پٹ بند کر۔ انتر کے پٹ کھول (کبیر صاحب)

(۲)
تین بند لگائے کر۔ نام نرنجن لے
انتر کے پٹ جب کھلیں۔ باہر کے جب دے (شاہ کمال)

اسی نوع آپ کلمہ طیبہ کو اگر اُلٹا پڑھئے تو یوں ہوتا ہے:-
"محمد الرسول اللہ۔ الا اللہ۔ لا الٰہ"

اب مندرجہ معنی اور اشارات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے ذرا ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا مطلب نکلتا ہے۔ اللہ کی بھیجی ہوئی چیز جسم میں کیا ہے؟ نورِ محمدی! اسے شناخت کر کے اس سے تعلق پیدا کیجئے یا دم سے ہمدم ہو رہئیے تب ہستی کے ظہور کا یا عالم کثیف یعنی الا اللہ کا پتہ ملیگا۔ جب اس ہستی کا پتہ لگ گیا تب لا الٰہ کے جانب جائیے یعنی عالم بطون میں علم اشراق کے ذریعہ سے ہستی بحت میں ہستی کثیف اور روح کو حلول کر دیجئے یا دوسرے لفظوں میں کثیف کو لطیف میں اور لطیف کو الطف میں یا ہندی فقرا کے اصطلاح میں اِستھول

سوکشم میں اور سوکشم کو کارن میں ملا دیجئے اور حقیقت کا لطف اٹھائیے تب پتہ چلیگا کہ ـــ

آبے ست کہ دریا شدہ ۔ امواج بر انگیخت ۔ گہہ گشت حبابے
گہہ یخ شدہ ۔ در عالم تکرار در آمد ۔ دریں دور چنان شد
ہرچند بگوییم ۔ رہ بیہودہ نہ پوییم ۔ راز یست نہفتہ
ہر کس کہ بفہمید ۔ سبکسار بر آمد ۔ خود جملہ جہان شد

اس لئے غوّاص بحر حقیقت سے اگر کوئی کچھ پوچھتا ہے تو وہ "تحیّر" کی تصویر بنا ہوا کہتا ہے کہ ـــ

کیا کہیں اب کچھ کہا جاتا نہیں ۔ آپ سے باہر ہوا جاتا نہیں
ہو رہے ہیں ہم بہت بے دست و پا ۔ اپنے مرکز سے ٹلا جاتا نہیں
قلب ساکت ہو رہا ہے اس طرح ۔ درد دل سے بھی اٹھا جاتا نہیں
طائر ہوش و خرد بے پر ہوئے ۔ اب کہیں ان سے اڑا جاتا نہیں
ہیں کھلی آنکھیں مگر بیکار ہیں ۔ کان ہیں لیکن سنا جاتا نہیں
دم سے دم کچھ اسطرح دمساز تھے ۔ نبض تک سے اب چلا جاتا نہیں
محویت کا کچھ عجب انداز ہے ۔ عرض کچھ ہم سے کیا جاتا نہیں
ہم نہیں ۔ یا ہم ہیں نہیں ۔ کس سے کہیں ۔ دوسرا کوئی نظر آتا نہیں ۔

جیتے جی مرنا ۔ یہی آنند ہے
ہر کسی سے ۔ یوں ۔ مرا جاتا نہیں

(تجلیات آنند)

श्री गुरु सदा सहाय — ॐ — بعونہٖ پیر مرشد الله

حقیقت یا وِگیان اَوستھا

گم شدم در وے۔ ندانم تا کیم من چیستم — قائمم۔ قلبم۔ جانم۔ جان گو یا چیستم
... اصل چیست — معنیٔ اصل، تمہ۔ اسم مسمیٰ چیستم
آدمی نامم ولیکن۔ آدمی ... — ... ستم
قطرہ در دریا۔ و۔ دریا ...

علم حقیقت کا حصول ... حالت کیف
میں بذریعہ قوت اشراقیہ ... صدہا بلکہ
ہزارہا عابدوں۔ زاہدوں
ہرگا و خرے
عرفان گوہر۔ کہہ
اِس منزل اعلیٰ یا صدرا ... باب ہائے
... میں قدم رکھنے

ما سبق میں ہو چکا ہے جب ...
کا مستحق ہوتا ہے۔ چونکہ آجکل کے لوگ پوری شرعی زندگی نہیں بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے طریقت کا دروازہ
بند ہے۔ خوامخواہ کو شرعی کہلانے اور بحث مباحثہ کرنے اور غیروں کو اپنے مقابل ہیچ سمجھنے سے کچھ
حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ عملاً و فعلاً زندگی شرعی نہ بنجائے۔ یہ وہ منزل ہے کہ جسکا جو کا کہیں کا نہیں
رہجاتا۔ اِس درجہ میں جو کامیاب ہوا وہ شریعت سے طریقت اور طریقت سے معرفت اور معرفت
سے حقیقت تک بہ آسانی پہنچ سکتا ہے۔

حقیقت کیا ہے؟ اسکا جواب بہت ہی لمبا چوڑا ہے۔ میری رائے ناقص میں جس نے اوّل اوّل
بحکم و بہ امداد پیر مرشد بذریعہ مجاہدات یا سیر وجود و شغل اشغال۔ ذکر و فکر وغیرہ اپنی ہستی کو
جو کل کا محض جزو ہے جان لیا۔ وہ جزو دیت سے گزر کر کلیت سے موصل ہو سکتا ہے کیونکہ ...